السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسئلہ خلق قرآن کے متعلق

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(مسئلہ خلق قرآن ک متعلق میرے عنایت فرما کچھ کہتے رہتے ہیں۔ لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ مسئلہ ہذا میں ہیں وحی عقیدہ رکھتا ہوں جو امام بخاری کا ہے۔ (مولانا ثناء اللہ امرتسری جلد1 ص 119

ازمولانا محمد صاحب مرحوم۔۔۔خدا آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی عزت ووقعت دوبالا کرے۔

تشریح

باب ماجاء فی تخلیق السموات والارض وغیرہا منا لخلاءق وہو فعل الربوامرہ فالر بصفاتہ وفعلہ وامرہ وکلامہ ہوالخالق الملکون غیر مخلوق وماکان بفعلہ وامرہ وتخلیقہ وتکوینہ فہو مفعول مخلوق مکون

بخاری شریف ج2 س1110) مقصد امام الحدیث ؒ کا یہ ہے کہ آسمان وزمین اور جملہ خلائق اللہ تعالیٰ کے فعل اور امر سے عالم تکوین میں آئی اس لئے یہ سب کچھ مخلوق قرار پائے پس رب تعالیٰ اپنی صفات اپنے فعل اپنے امر اور اپنے کلام کی رو سے خالق ہے غیر مخلوق پس وہ جس طرح خود غیر مخلوق ہے اسی طرح اسی کی صفات بھی غیر مخلوق ہے۔ اور امر و کلام اس کی صفات ہیں لہذا یہ غیر مخلوق ہیں اور تخلیق و تکوین کے نتائج ہیں جو کچھ عالم کون میں ہے وہ مخلوق ہے پس بقول علامہ ابن حجر شارع بخاری

ان ذاتہ وصفانہ غیر مخلوقة والقران صفة لہ ہو غیر مخلوق

(حوالہ مذکور کا حاشیہ) بے شک اللہ کی ذات جس طرح غیر مخلوق ہے یہ عقیدہ ہے امام بخاری ؒ کا جس کی طرف مولانا مرحوم نے اشارہ فرمایا ہے۔ (از مولانا ظفر عالم صاحب میرٹھی صدر مدرس دار لحدیث مالیگاں)

حدیث بالا کے ماتحت فرقہ ناجیہ کی تشریح از قلم مولانا ابو تیمم محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

حضرات!فرقہ ناجیہ کا تصور وخیال ایک حدیث شریف سے اٹھتا ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ ایک فرقہ کے سوائے دیگر سب دوزخ میں جایئں گے۔ اس ایک فرقے کے قائم رکھنے میں حکمت خداوندی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ساری امت گمراہ نہ ہوجائے۔ اور دین محمدی ﷺ محرف نہ ہو جائے نیز یہ کہ اس فرقہ حقہ سے دوسروں پر حجت پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔

فان اللہ طائفة من عبادہ لایضرہم من خذلہم حجۃ اللہ فی الارض

حجۃ اللہ مصری جلد اول صفحہ 153) یعنی خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک گروہ ہے جن کو وہ شخص جو ان کا ساتھ چھوڑ دے۔ کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور وہ زمین میں خدا کی حجت ہیں۔ اگلے دین اسی سبب سے محرف ہوگئے کہ) اختلاف کے وقت ان میں کوئی فرقہ بھی سنن انبیاء پر قائم نہ رہا تھا۔ یہ امر اس شخص پر بہت آسان ہے۔ جو تاریخ یہود و نصاریٰ اور ان کی کتابوں کا مطالعہ گہری نظر سے کرے۔ اور ان کے باہمی اختلافات کو فکر سائب سے سوچے۔

یہ ایک فرقہ کونسا ہوگا۔ جن لوگوں کی آنکھ پر تحزب و تشیع کی پٹی بندھی ہے۔ وہ حقیقت کو نہ دیکھتے ہوئے یہ ہی زعم کریں گے۔ کہ بس وہ فرقہ ہمارا ہی ہے۔ باقی سب فی النار والسقر جیسا کہ اگلی امتوں کے اختلافات کی نسبت ان کے مذعومات کا زکر کیا۔

فَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ سورة المؤمنون ٥٣

یعنی انبیاءؑ کے بعد ان کی امتوں نے دین (واحد) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہر فرقہ اپنے عندیہ پر نازاں ہو رہا ہے۔ لیکن قربان جایئں اس رسول پاک ﷺ پر کے آپ ﷺ نے اس فرقہ ناجیہ کی حقیقت پر کوئی پردہ نہیں رہنے دیا۔ اور اس کی تعین کے لئے ہمیں بھول بھلیوں میں نہیں چھوڑ گئے کہ ہر کوئی اپنے مذعومات و تخیلات و توہمات پر ڈینگیں مار سکے چنانچہ حدیث مذکور الفوق کا تمتہ یوں ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضرت! وہ فرقہ کون

سا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ما انا علیہ واصحابی یعنی جو اس طریق پر ہوں گے جس پر میں ہوں اور تم میرے اصحاب ہو۔

پیارے بھا یئو! حدیث کے پہلے ٹکڑے یعنی اختلافات امت اور مختلف فرقے بن جانے کی تصدیق واقعات نے کر دی ہے۔ اور اب اس کے لئے کسی حالت منتظرہ کا انتظار باقی نہیں ہے تو کیا دوسرا ٹکڑا تعین مصداق کے سوا ہی رہے گا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ مخبر صادق کی خبر ایک تو درست اترے اور دوسری میں ہم ڈانواں ڈول رہیں۔ اب تعصب کی پٹی کھول کر ما انا علیہ واصحابی کے مطابق اور تعامل صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے موافق ہوں اے حق پر جانتے ہوئے اس میں شامل ہو جایئں۔ بس اللہ اللہ خیر سلانہ اس می کوئی آپ کو تردد نہ ہونا چاہیے۔ اس حقیقت کو مقدر کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے نصوص میں بہت کچھ کھینچ تان کی گئی ہے۔ اور طرح طرح کی تاویلات بلکہ تحریفات سے کوشش کی گئی ہے۔ کہ اپنے مذعومات کو قرآن و حدیث سے ماخوذ بنایا جائے۔ لیکن حضرات مین یہ مضمون ایسے طریقے پر بیان کرتا ہوں۔ جس میں اپنے اپنے خیال کی پیچ نہیں ہے۔ اور وہ فرقہ بندی کی قید سے آزاد ہے۔ حقیقت مطلوبہ کو نمایاں کرنے کے لئے ایک اور امر کی وضاحت ضروری ہے۔ جس پر اس کی بنیاد ہے۔ وہ یہ کہ صحیح بخاری میں حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ رہے گا۔ جو حق پر ہو کر لڑتا رہے گا۔ حتیٰ کے خدا کا حکم آجائے۔ اور وہ اسی حالت معنونہ پر ہوگا۔ اس وقت میرا استدلال حدیث کے الفاظ لاتذال سے ہے۔ کہ آپ ﷺ اپنی امت میں سے ایک جماعت ک ہر زمانے مین قائم رہنے کی بشارت سناتے ہیں۔ اس بناء پر ہم کو دیکھنا چاہیے کہ کس فرقے کا وجود بلحاظ عقائد و عملیات کے ہر زمانے میں پایا جاتا رہا ہے۔ یا یہ کسی روش ک آثار حوادث کی پامالی سے زمانے میں بھی نہیں مٹ سکے۔ سو معلوم ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری سال میں ایک یہودی نسل شخص عبداللہ بن سبا نے آپ ﷺ کے برخلاف سیاسی ایجی ٹیشن شروع کی جس سے سبائی جماعتیں بن گئیں۔ اور اس کا انجام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ اور سبائی ان کے ساتھ ہوگئے۔ عثمانی حضرات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا انتقام لینے کے لئے ان کے بالمقابل کھڑے ہوگئے اور باقاعدہ صف آرائی سے جنگ شروع ہوگئی۔ جنگ صفین میں اس بات پر لڑائی تھم گئی کہ ایک منصف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اور ایک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مقرر ہو جو کچھ وہ دونوں فیصلہ کریں وہ طرفین کو منظور کرلیا جائے۔ سبائی صلح نہیں چاہتے تھے کہ ایک بہانے سے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انسان کا حکم مانا ہے۔ اور خدا کو چھوڑ کر ان کا حکم ماننا شرک ہے۔ کوئی بارہ ہزار سبائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت سے خارج ہوگئے ان کا نام خارجی ہوا۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار تھے۔ ان کے مقابلے ان کا نام شیعہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت پڑا۔ اس فتنہ عظیم کے وقت ایک بڑی جماعت غیر جانبدار رہی اور انہوں نے کسی طرف بھی حصہ نہ لیا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے ایسے موقع پر فتنہ میں حصہ نہ لینے کی بابت حکم دیا تھا۔ رفتہ رفتہ اسی سیاسی فتنے نے ایک مذہبی صورت اختلاف پکڑلی اور ہر طرف کی عملی اور اعتقادی بدعات شروع ہوگئیں۔ جس طرح ایک کثیر جماعت نے سیاسی فتنے میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اور ہر طرح سے فتنے سے بچتے رہے تھے۔ اسی طرح ان بدعات کے وقت بھی ایک بھای جماعت طرز اول او طرز قدیم پر قائم رہی۔ یعنی آپ ﷺ کے عہد میں اور اس فتنے سے پہلے صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے وقت میں دین کی جو حالت تھی اس پر قائم رہیف اور ان کا نام اہل سنت ہوا اہل سنت ان اہل بدعت کی بدعی روایات کی قبولیت سے پرہیز کرتے رہے چنانچہ محمد بن سیرین تابعی کا قول ہے۔

فینظر الی اہل السنۃ فیوخذ حدیثہم و ینظر الی اہل البدع فال یوخذ حدیثہم

مقدمہ صحیح مسلم) اس قول سے معلوم ہوا کہ امام ابن سیرین کے وقت تک ایک گروہ کا نام اہل سنت پڑ چکا تھا۔ جن کی روایات قابل اعتبار سمجھی جاتی تھیں۔ امام ابن سیرین تابعی ہیں۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ 33 ہجری میں) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے مشہور صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے روایت لی مثلاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسعید خدریر ضی اللہ تعالیٰ عنہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی وفات 77 سال میں ہوئی 9 شوال 110 ہجری کو ہوئی اس سے صاف ثابت ہے کہ اہل سنت نام پہلی صدی ہجری میں پڑ چکا تھا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اہل سنت کا مذہب مذاہب اربعہ شافعی مالکی حنفی حنبلی میں منحصر ہے جو کوئی ان چاروں کی تقلید سے خارج ہو وہ اہل سنت سے خارج ہ ہے۔ صریحا غلط ہے کیونکہ پہلی صدی میں ان چاروں مذاہب کا وجود ہرگز نہیں تھا۔ کیونکہ حنفی امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ 80 میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اور 150ھ میں بغداد میں قید خانہ میں ظلما زہر سے شہید کئے گئے اور مالکی امام مالک کی طرف منسوب ہیں۔ آپ 93ھ میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ اور اسی پاک زمین میں 179ء میں فوت ہوئے۔ اور شافعی امام محمد بن ادریس شافعی کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ 150ھ میں پیدا ہوئے۔ اور 23ھ میں مصر میں فوت ہوئے اور حنبلی امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب ہیں۔ آپ 164ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ اور بغداد میں ہی 241ھ میں فوت ہوئے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ پہلی صدی ہجری میں مذاہب اربعہ کا وجود ہی نہیں تھا۔ تو ان کی تقلید کہاں تھی۔ کہ جو شخص ان کی تقلید سے خارج ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ معاذاللہ۔ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین تابعین اہل سنت نہیں تھے۔ اور یہ کہ ان سے پیشتر جس قدر آئمہ اہل سنت نہیں تھے۔ یہ کیسی غلط اور بے معنی بات ہے۔ کہ آئمہ اہل سنت اہل سنت نہ تھے۔ ان آئمہ اربعہ سے پیشتر ہی مشہور مروج ہو چکا ہے۔ اب نفی کے کیا معنی۔

نیز یہ کہ صحیح بخاری میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا!

خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم قال عمران فلا ادري اذکر بعد قرنہ مرتین او ثلاثا

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ پھر وہ لوگ جو ان سے ملیں گے۔ حضرت عمران صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا۔ کہ آپ ﷺ نے اپنے زمانے کے زکر کے بعد دو دفعہ دو زمانوں کا زکر کیا ہے۔ تین دفعہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین تابعین و اتباع تابعین بہترین امت ہیں۔ اور انہی کو قرون ثلاثہ کہتے ہیں۔ اور چونکہ آپ ﷺ نے ان کی خیریت کی شہادت دی ہے۔ اس لئے انھیں مشہود لھا بالخیر کہتے ہیں۔ ان تین زمانوں کی حدیں بھی سن لیجئے۔ پیارے بھا یئو! کہ میں کوئی بھی بات اپنی طرف سے نہین کہتا جو کچھ کہتا ہوں صحیح کتابی حوالے سے کہتا ہوں۔ اور اللہ کے فضل سے وہ بات ہوتی بھی حق او درست ہے۔ واقعہ و عقل دین میں مقبول ہے۔

1۔ آپ ﷺ کا زمانہ 11ھ سنہ تک رہا یعنی آپ ﷺ کی وفات 11ھ میں ہوئی۔

2۔ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کا زمانہ 110ھ تک رہا کیونکہ آخری صحابی ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 110ھ میں فوت ہوئے۔

3۔ تابعین کا زمانہ 180ھ تک رہا۔

4۔ اتباع تابعین کا زمانہ 220ھ تک رہا۔

نوٹ۔ ان زمانوں کی مذکورہ بالا تحدید فتح الباری (ج 14 ص 353) اور تدریب الراوی (ص 209 اور 215ھ) میں مذکور ہے اس سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ قرون خیار کی معیاد 180ھ تک یا زیادہ سے زیادہ 220ھ

تک ہے اور ہر چہار مذہب کی تقلید اس معیاد تک نہیں تھی۔ کیونکہ چوتھے امام احمدؒ کی وفات 241ھ میں ہوئی ہے۔ اور یہ کوئی نہں کہہ سکتا کہ امام احمد کی تقلید ان کی زندگی میں واجبا کی جاتی تھی۔ پس جس طریق پر قرون ثلاثہ مشہود لھا بالخیر گزرے وہی طریقہ حق اور موجب نجات ہے اور وہ کیا تھا بغیر کھینچ تان کے اور بغیر کسی خاص شخص کی تقلید کے قرآن وحدیث پر عمل کرنا چنانچہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

اعلم ان الناس کانتہ اقبل المائتہ الرابعتہ غیر مجمعین علا التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ

حجتہ اللہ مطبوعہ مصر ج1 ص152) اس بات کو جانے رکھو کہ امت محمدیہ کے لوگ چوتھی صدی (ہجری) سے پیشتر بعینہ کسی کاص مذہب کی تقلید پر جمع نہیں تھے،۔ ان تاریخی حوالوں کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت اہلِ حدیث کو اہل سنت کا مصداق قرار دینا میرا اپنا اختراع نہین ہے۔ بلکہ آئمہ محدثین نے انھیں کو قرار دیتے ہوئے چنانچہ امام ترمذی حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قال محمد بن اسماعیل (البخاري) قال علی بن المدینی ہم اصحاب الحدیث

ترمذی ج2 ص42) امام بخاریؒ نے کہا کہ (میرے استاز) علی بن مدینی نے کہا کہ وہ اصحاب حدیث میں اسی طرح حافظ ابن حجر حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہین)

اخرج الحاکم فی علوم الحدیث بسند صحیح عن احمد ان لم یکونوا اہل الحدیث فلا ادري من ہم

امام حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں امام احمد سے بسند صحیح نقل کیا کہ آپ نے فرمایا اگر ان سے مراد اہل حدیث نہیں تو پھر میں نہیں جا نتا کہ کون لوگ مراد ہیں۔

(اور حضرت پیران پیر صاحب فرقہ ناجیہ کے زکر میں فرماتے ہیں ہ ان کا نام تو بس اصحاب الحدیث اور اہل سنت ہی ہے۔ (غنیہ ص212 مترجم فارسی

اسی طرح امام ابن حزم قرطبی فرماتے ہیں۔

واہل السنتہ الذین یذکر ہم اہل الحق ومن وراء ہم قابل الباطل فانہم الصحابتہ وکل من سلک تجہم من خیار التابعین ثم اصحاب الحدیث ومن اتبعہم من الفقہاء جیلا مجیلا الی یومنا ہذا ومن اقتدي بہم من العوام فی شرق الارض وغربہا

اور اہل سنت جن کو ہم اہل حق کے نام سے یاد کریں گے اور ان کے سوا کو اہل باطل کہیں گے پس تحقیق واہل سنت تو صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور نیک تابعین میں سے ہر وہ جوان کی پیروی کرے۔ پھر ان کے بعد اصحاب حدیث ہیں۔ اور ہمارے اس زمانے تک جس قدر فقہاء کے بعد دیگرے جو بھی ان کے پیرو ہوئے دنیا کے مشرق مغرب تک وہ سب عوام بھی جنھون نے ان کی پیروی کی ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ اس حوالہ سے معلوم ہوگیا کہ لفظ اہل سنت کے پورے مستحق اہل حدیث ہی ہیں اور انہی کی بابت آپ ﷺ کلی نجات کی بشارت سنا رہے ہیں۔ الحمد للہ

دفع دخل

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث تھوڑے عرصہ سے قائم ہوئی ہے۔ یہ بات بلکل غلط ہے اور تاریخی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ ہم فقہ کی ایک معتبر اور مشہور کتاب کے حوالہ سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث اللہ کے فضل سے قدیمی گروہ ہے۔ بلکہ ان چاروں مذاہب کے قائم ہونے سے بھی پہلے کی ہے۔ چنانچہ شامی درمختار میں ہے۔

حکی ان رجلا من اصحاب ابي حنیفتہ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذہبا فیقرء خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحناء ونحو ذالک فاجابہ فزوجہ

شامی جلد4 آص293) حکایت کی گئی ہے۔ کہ قاضی ابو بکر زجانی کے عہد میں ایک حنفی نے ایک اہل حدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو اس (اہل حدیث) نے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ وہ (حنفی اپنا) مذہب چھوڑ دے۔ اور امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھا کرے اور رکوع جاتے وقت رفع الیدین کیا کرے۔ مثل اس کے اہل حدیث کے دوسرے کام بھی کیا کرے۔ پس اس (حنفی) نے اس بات کو منظور کر لیا تو اس (اہل حدیث) نے اپنی لڑکی اس کے نکاح م میں دے دی۔ اب قاضی ابو بکر جوزجانی کا زمانہ دیکھنا چاہیے کہ کونسا زمانہ ہے آپ تیسری صدی کے قاضی ہیں اور ابو سلمان کے شاگرد ہیں۔ اور بلاواسطہ امام محمد کے شاگرد تھے۔ (الفوائد البہیہ ص12) اس حوالے سے صاف ظاہر ہوا کہ تیسری صدی میں بھی مستقل ایک گروہ موجود تھا جن کو لوگ اصحاب الحدیث یا اہل حدیث پکارتے تھے۔ اور ان کے امتیازی مسائل میں سے قراءت فاتحہ خلف الامام۔ اور رکو جاتے وقت رفع الیدین بھی تھے۔ کیا اس میں بھی انہی مسائل کی وجہ سے اہل حدیث سے عداوت نہیں کی جاتی جس کے جواب میں ہماری طرف سے صرف یہی مظلومانہ آواز ہے۔

کُش بہ تیغ ستم والہان سنت را

نکردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد11 ص164-172

محدث فتویٰ